فقہ جعفریہ کی حقیقت اور سندی حیثیت

مولانا عبدالستار تونسوی

اب انصاف فرمائیے کہ جن شیعہ راویوں نے فقہ جعفریہ کو جنم دیا جب وہ ائمہ کو گمراہی میں رہنے والے، گمراہی سکھانے والے۔ اختلاف کرانے والے طمّاع، لالچی اور ناقص العلوم سمجھتے تھے اور ان کی شان میں صریح گستاخیاں اور بے ادبیاں کرتے تھے اور ائمہ کرامؒ ان کو ملعون، یہود و نصاریٰ سے بدتر، جھوٹے۔ خود غرض اور مرتد تصوّر کرتے تھے تو کیا اس فقہ کو ائمہ کرام خصوصاً امام جعفر صادق سے کوئی دور کا واسطہ بھی ہو سکتا ہے۔

★

مملکت خداداد پاکستان میں یوں تو سینکڑوں دینی و دنیاوی اور سیاسی و معاشی فتنے کھڑے کئے جا رہے ہیں۔ مگر موجودہ وقت میں فقہ جعفریہ کا فتنہ سب سے زیادہ سنگین ہے جس کے ذریعہ منظم طور پر ملک کی پُرامن فضا کو مسموم و مکدر کر کے ملک و ملّت کے استحکام کو متزلزل و منہدم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ صدر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے مارشل لاء کے نفاذ کے بعد اپنی پہلی نشری تقریر میں واضح طور پر فرمایا تھا کہ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا ہے۔ اس میں سوائے اسلامی قانون کے کوئی دوسرا قانون عوام پسند نہیں کرتے اور اسلامی قانون کی تشکیل کے لئے جنرل صاحب نے اسلامی مشاورتی کونسل مقرر کی۔ نیز دیگر اسلامی قانون دان دانشوروں سے وقتاً فوقتاً مشورے لے کر اسلامی قانون کے نفاذ کی ممکنہ صورتیں تجویز کیں۔ چنانچہ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۹۹ھ کو نظام عشر زکوٰۃ کے ساتھ حدود و تعزیرات شرعیہ کے نفاذ اور شرعی عدالتیں قائم کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔ اس اعلان سے اگر یہود و نصاریٰ اور دیگر اسلام دشمن عناصر میں غیظ و غضب کی آگ بھڑکتی تو کچھ تعجب و حیرت کی بات نہ ہوتی۔ مگر کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ اس اعلان کے بعد شیعہ عوام جہلا تو کیا ان کے خواص رؤساء وکلا و علماء و مجتہدین حضرات کے گھروں میں

صف ماتم بچھ گئی اور سب نے اسلامی نظام کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگانا شروع کر دیا اور اس فتنہ کے لئے فقہ جعفری کے مطالبہ کو آڑ بنایا گیا۔ حالانکہ یہ ایک ایسا مطالبہ ہے جو شیعہ مذہب کی اساسی تعلیمات اور اس کے بنیادی اصول و عقائد کی رو سے سراسر باطل اور یکسر غلط ہے۔ بلکہ شیعہ مذہب کے احکام کی صراحتہً خلاف ورزی اور اس سے روگردانی و بغاوت کے مترادف ہے۔ کیونکہ شیعہ مذہب کی ایک دو نہیں بلکہ متعدد معتبر روایات میں یہ عقیدہ راسخہ باور کرایا گیا ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی نے (نعوذ باللہ) سارے دین کو بگاڑا اور قرآن مجید میں تغیر و تبدل کر کے کفر کے ستون کھڑے کر دیئے تھے۔ (احتجاج طبرسی شیعہ) اور جب حضرت علی رضی مرتضےٰ شیر خدا کی خلافت راشدہ کا دور آیا تو شیعہ عقائد کے مطابق انہوں نے سابقہ احکام و قوانین (جو بقول شیعہ خلاف قرآن و سنت تھے۔) انکی اصلاح کرنے اور انکو اصلی اسلامی صورت میں جاری کرنے سے یہ کہہ کر صاف انکار فرمایا کہ اگر میں انکی اصلاح کروں تو میری جماعت مجھ سے جدا ہو جائے گی۔ بلکہ جب ان کی خدمت عالیہ میں بعض خواص نے بدنے ہوئے قرآن مجید کو درست کرنے کے متعلق عرض کیا تو انہوں نے فرمایا آج اس کا موقع نہیں کہ قرآن کی اصلاح کر کے عوام میں ہیجان پیدا کیا جائے۔"

ثم اقبل بوجهه وحوله ناس من اهل بيته وخاصة وشيعة فقال قد عملت الولاة قبلي اعمالا خالفوا فيها رسول الله معتمدين لخلافه ناقضين لعهده مغيرين لسنته ولو حملت الناس على تركها وحولتها الى مواضعها والى ما كانت في عهد رسول صلى الله صلى الله لتفرق عني خبدي ۔	جناب علی رضی کے پاس آپ کے اہلبیت و خواص شیعہ جمع تھے۔ ان کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ مجھ سے پہلے حکمرانوں نے ایسے اعمال و احکام جاری کئے جن میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیدہ و دانستہ مخالفت کی اور آپ کے معاہدوں کو توڑا۔ آپ کی سنتوں کو تبدیل کیا اگر ان اعمال و احکام کے ترک کا لوگوں کو حکم کروں اور اصلی طریقہ رسول علیہ السلام یہ بدلوں تو میری پارٹی مجھ سے جدا ہو جائے گی ۔

نیز چند سطور کے بعد یہ فرمایا :-

وحملت الناس على حكم القرآن وعلى الطلاق على السنة واخذت الصدقات على اصنافها وحدودها ورددت الوضوء والغسل والصلوٰة	اور لوگوں کو قرآن پر چلنے کا حکم دوں اور طلاق کو سنت کے طریقے پر دینے کا حکم دوں اور صدقات کو صحیح اقسام اور صحیح حدود پر لوں اور وضو غسل اور نمازوں

الی مواقیتھا وشرائعھا ومواضعھا	کو ان کے اصل اوقات اور اصل طریقوں اور
وردت اھل نجران الی مواضعھم	اصلی مقامات کیطرف لوٹاؤں اور اہل نجران
ورددت سبایا فارس وسائر الامم	کو ان کے مواضع میں واپس کروں اور فارس
الی کتاب اللہ وسنۃ نبیہ علیہ	اور دیگر ملکوں کے لوگوں کے قیدیوں کو واپس
السلام اذا لتفرقوا عنی ۔	لوٹا دوں اور ان کو کتاب اللہ اور سنت
(فروع کافی کتاب الروضہ ص۲۹) مطبوعہ لکھنو	نبی علیہ السلام کیطرف لوٹاؤں تو اس وقت
	یہ مجھ سے جدا ہو جائیں گے ۔

اس طرح حضرت امام جعفر صادق کے سامنے کسی نے قرآن کو ائمہ کی قرأت کے مطابق پڑھنا چاہا تو امام نے فرمایا ۔ یہ صاحب الامر (مہدی) کے وقت ہوگا ۔ اس وقت اسی طرح پڑھتے رہو جس طرح عام لوگ پڑھتے ہیں (اصول کافی ص۶۷۱)

اور اماموں نے ہمیشہ دین کو چھپانے کی تاکید کی ہے ۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال	امام جعفر صادق سے روایت ہے ۔ فرمایا
اتقوا علی دینکم واحجبوا بالتقیہ فانہ	دین کے معاملہ میں تقیہ کرو اور اس کو تقیہ سے
لا ایمان لمن لا تقیہ لہ ۔	چھپاؤ ۔ کیونکہ جو تقیہ نہیں کرتا اس کا ایمان نہیں ۔
(اصول کافی ص۴۸۳)	...

نیز روایت ہے ۔

ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قول اللہ	امام جعفر صادق علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے
عزوجل لا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ	قول حسنہ اور سیئہ برابر نہیں کے متعلق فرمایا
قال الحسنۃ التقیہ والسیئۃ الاذاعۃ ۔	حسنہ تقیہ ہے اور سیئہ دین کا ظاہر کرنا ہے
(اصول کافی ص۴۸۳)	...

نیز روایت ہے ۔

قال ابو جعفر علیہ السلام التقیہ من	امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا تقیہ میرا اور
دینی ودین آبائی ولا ایمان لمن لا تقیہ	میرے باپ دادا کا دین ہے ۔ جو شخص تقیہ
لہ ۔	نہیں کرتا اس کا ایمان نہیں ۔

تو پس شیعہ حضرات اور مفتی جعفر حسین صاحب کو ائمہ کی طرح اور ان کے حکم کے مطابق تقیہ جیسی عبادت پر عمل کرتے ہوئے نو حصہ دین کے حاصل کرنے چاہئیں ۔ (اصول کافی ص۴۸۲) کشف الغمہ ص۳۴۱ میں بایں الفاظ مروی ہے :

قال الرضا علیہ السلام لا دین لمن لا ورع لہ ولا ایمان لمن لا تقیۃ لہ۔ فقیل یا ابن رسول اللہ الی متی قال وھو یوم خروج قائمنا فمن ترک التقیۃ قبل خروج قائمنا فلیس منا۔

امام رضا نے فرمایا جس میں تقیہ نہیں اس میں ایمان نہیں۔ عرض کیا گیا کب تک تقیہ ہے۔ فرمایا جب تک مہدی نہ آئیں جو شخص حضرت مہدی کے آنے سے پہلے تقیہ چھوڑے وہ ہم سے نہیں۔

اسی طرح اصول کافی ص۴۸۵ میں امام جعفر صادق کا ارشاد نقل ہے :۔

انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ۔

تم شیعہ لوگ ایسے دین و مذہب پر ہو۔ کہ جو شخص اس کو چھپائے گا، اللہ اس کو عزت دے گا اور جو اس کو ظاہر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرے گا۔

تسعۃ اعشار الدین فی التقیۃ۔ (اصول کافی ص۴۸۲ پر امام محمد باقر کا یہ قول بھی ثابت ہے۔)

دین کے دس حصوں میں سے نو حصے تقیہ میں ہیں (باقی سارا دین دسواں حصہ ہے۔)

یہ شیعہ مذہب کے معتبر کتابوں کے بیسیوں حوالوں میں سے چند حوالے ہیں جن سے صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ :۔

الف :۔ حضرت علیؓ اور دیگر وہ تمام اکابر جن کو شیعہ مذہب "ائمہ معصومین" کہتا ہے۔ اہل سنت کی فقہ پر ہی عمل کرتے تھے اور اپنے ماننے والوں کو بھی اس کی تاکید و وصیت فرماتے تھے۔

ب۔ شیعہ عقیدے کے مطابق امام مہدی کے آنے سے پہلے شیعی عقائد اور فقہ جعفریہ کو ظاہر کرنا اور اس پر عمل کرنا جائز نہیں، بلکہ جو شخص ایسی حرکت کرے گا وہ ائمہ کرام کے دین و مذہب سے خارج ہے۔

ج :۔ حضرت علیؓ نے اپنے دورِ خلافت میں اور دیگر ائمہ کرام نے اپنے دورِ امامت میں فقہ جعفریہ کو نافذ نہیں کیا، نہ خود اس پر عمل کیا نہ شیعوں کو اس پر عمل کرنے والوں کو مخذول و ملعون اور دین و ایمان سے خارج قرار دیا۔

د :۔ ائمہ کرام، فقہ جعفریہ کو تو کیا نافذ کرتے، انہوں نے قرآن مجید کی ان غلطیوں اور تحریفوں کو بھی درست کرنا جائز نہیں سمجھا۔ جو بقول شیعہ صحابہ کرامؓ نے قرآن مجید میں داخل کر دی تھیں۔

کیا آج کے شیعہ حضرات حضرت علیؓ اور دیگر ائمہ اہل بیت سے زیادہ مومن، دین دار، متقی اور بہادر ہیں جو فقہ جعفریہ کے نفاذ کا مطالبہ کر کے خواہ مخواہ پاکستان میں فتنہ برپا کر رہے ہیں اور حکومت اور عوام کو پریشان کر رہے ہیں مفتی جعفر حسین وغیرہ کو خود اپنے شیعہ مذہب اور ائمہ معصومین کی ہدایات کی رو سے فقہ جعفریہ کے مطالبہ کا کوئی

حق نہیں۔ ان کا یہ مطالبہ پاکستان میں اسلامی نظام کو ناکام بنانے کی ایک سازش ہے۔

علاوہ ازیں یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ نفقہ جعفریہ کا مطالبہ اسلامی نظام کے نفاذ کے بعد ہی کیوں شروع ہوا۔ اگر واقعتہً یہ شیعہ مذہب کے دین و ایمان کا تقاضہ تھا تو اس سے پہلے بھی کسی دور حکومت میں شیعہ حضرات نے یہ مطالبہ ضرور پیش کیا ہوتا۔ مگر دنیا جانتی ہے کہ اس سے پہلے اس مطالبہ کا نام بھی کسی نے نہیں سنا۔ انگریزوں کے دور میں اہل سنت مجاہدین نے انگریزی طاغوت کے خلاف جہاد کیا اور بالآخر انگریز کو ملک بدر ہونے پر مجبور کر دیا۔ مگر انگریزوں کے زمانے میں شیعوں نے کبھی نفقہ جعفریہ کا مطالبہ نہیں اٹھایا۔ قیام پاکستان کے بعد مسٹر لیاقت علی خان خواجہ ناظم الدین، سہروردی، غلام محمد، چوہدری محمد علی، سکندر مرزا، ایوب خان، یحییٰ خان۔ حتیٰ کہ شیعہ نواز بھٹو کے زمانے میں کبھی یہ مطالبہ سننے میں آیا۔؟ ہرگز نہیں۔ اب اسلامی نظام کا نام سنتے ہی یکایک شیعہ حضرات کی رگ ایمانی کیوں پھڑک اٹھی۔؟ اور جوش و خروش کا لاوا کیوں پھوٹنے لگا۔؟ کیا اس پس منظر میں دیکھنے سے یہ حقیقت صاف طور پر نظر نہیں آتی کہ کوئی سازش ہے۔ شیعوں کو نفقہ جعفریہ سے دلچسپی ہوتی تو وہ پہلے بھی کبھی اس کا اظہار کرتے۔ یہ نفقہ جعفریہ کے نام پر جو کچھ ہو رہا ہے محض ملک و ملت کی عداوت اور اسلامی نظام کو ناکام بنانے کے لئے ہو رہا ہے۔

اسی کے ساتھ یہ امر بھی غور طلب ہے کہ نفقہ جعفریہ کی حقیقت کیا ہے۔؟ یہ نہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہے نہ حضرت علیؓ سے نہ حضرت حسینؓ کریمین سے، نہ امام زین العابدینؓ سے، نہ امام محمد باقرؒ سے اسے صرف امام جعفر صادقؒ کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ کیا یہ واقعی ان کی نفقہ ہے۔ یا ان پر افتراع و بہتان ہے۔؟ ہم سو فیصد یقین کے ساتھ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ نفقہ ائمہ کرام کی نہیں بلکہ دشمنان اسلام اور دشمنانِ اہل بیت کی اختراع ہے۔ جسے کذب و افترا کے طور پر امام جعفر صادق سے منسوب کر دیا گیا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق اہلِ سنت تھے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نواسے تھے۔ امام جعفر صادق نے فرمایا۔ ولدنی ابوبکر مرتین۔ کشف الغمہ ص۲۲۴ مطبوعہ ایران۔

ابوبکر صدیقؓ میرے دوہرے نانا ہیں۔ کیونکہ امام جعفر صادقؓ کے نانا حضرت قاسم جناب ابوبکر صدیقؓ کے پوتے تھے امام جعفر کی نانی حضرت بی بی اسماءؓ حضرت صدیق اکبرؓ کی پوتی تھیں۔ حضرت امام جعفر صادق کا سلسلۂ نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ حسب ذیل طریقے سے ملتا ہے:۔

صدیق اکبرؓ	علی مرتضیٰؓ	صدیق اکبرؓ
عبدالرحمٰنؓ	حسینؓ	محمدؓ
اسماءؓ	زین العابدینؓ	قاسمؓ
ام [illegible]ؓ	محمد باقرؓ	ام فروہؓ
والدہ	جعفر صادقؓ	والدہ

اب ہم اس حقیقت کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؒ کس فقہ پہ عمل پیرا تھے ؟— آیا امام جعفر صادقؒ کو شیعوں کی نام نہاد فقہ جعفریہ سے کوئی ادنیٰ تعلق بھی ہے ؟ یا اس کے صحیح ہونے کا کوئی ادنیٰ اشارہ بھی ملتا ہے ۔؟ یا اس کے جائز ہونے میں صداقت کا کوئی شائبہ موجود ہے ۔ ؟ نہیں ! بالکل نہیں !! ہرگز نہیں !!!۔

پورے یقین و اطمینان کے ساتھ اس حقیقت کو سمجھ لینا چاہیئے کہ امام جعفر صادقؒ نے نہ اس فقہ کو دیکھا ، نہ اس کو جائز و صحیح فرمایا نہ اس پر خود عمل کیا اور نہ عمل کرنے کی اجازت دی ۔ فقہ جعفریہ کے نام سے جو فقہ مشہور کی گئی ہے ۔ یہ محض دشمنانِ اسلام کی ایجاد ہے —————— یہ قرآن مجید کے خلاف سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ، حضرت علیؓ اور ائمہ اہل بیت کے طریقے کے خلاف سراسر جعلی اور کذب و افتراء کا پلندہ ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ جب قرآن مجید ، حدیث نبوی اور طریقہ رسولؐ و اہل بیت کے مطابق زکوٰۃ و عشر اور حدود و تعزیرات کے نفاذ کا اعلان ہوا تو فوراً فقہ جعفریہ کا مطالبہ شروع ہوا ۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ فقہ جعفریہ قرآن و سنت اور ائمہ اہل بیت کے قطعاً مخالف ہے ۔ پس اسلامی مملکت پاکستان میں قرآن و سنت اور ائمہ اہل بیت کے مقابلہ میں اسے کسطرح نافذ کیا جاسکتا ہے ۔ ؟

کون نہیں جانتا کہ امام جعفر صادقؒ اور ان کے آبائے کرام علیہم الرضوان مدینہ منورہ میں سکونت پذیر تھے ، خود امام جعفرؒ مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے ۔ بچپن سے جوانی اور جوانی سے پیرانہ سالی تک ساری زندگی یہیں گزری ، یہیں انکا وصال ہوا اور جنت البقیع میں استراحت فرما ہوئے اور یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور سے لے کر آج تک مدینہ طیبہ میں اہل سنت کی فقہ ہی نافذ العمل رہی ہے ۔ آج چودہ سو سال گزرنے پر بھی مدینہ طیبہ میں وہی دین و مذہب اور وہی احکام و تعلیمات تسلسل اور تواتر کے ساتھ محفوظ چلی آتی ہے جن پہ ہمیشہ اہل سنت کاربند رہے ۔ امام جعفر صادقؒ کی تعلیم و تربیت اور نشو و نما کا بھی انہی عقائد و احکام سے تعلق ہے ۔ اور جب وہ مسندِ ارشاد پہ فائز ہوئے تو خود بھی انہی مسائل کی تعلیم فرماتے تھے جن پہ اہل سنت عمل پیرا ہیں ۔ وہ نماز روزہ ، حج ، زکوٰۃ ، اذان و اقامت ، عبادات و معاملات اور تمام امور زندگی میں اہل سنّت کے مسائل ہی پہ عمل پیرا تھے اور یہی دوسروں کو ارشاد فرماتے تھے ۔ اس لئے ان کی فقہ کے احکام و مسائل بھی وہی ہیں جو انہوں نے اپنے شاگردانِ رشید امام ابوحنیفہ ، امام مالک اور امام سفیان ثوری وغیرہ اکابر اہل سنت کو تعلیم فرمائے یہی فقہ حنفیہ درحقیقت فقہ جعفریہ ہے ، ورنہ شیعوں کی نام نہاد فقہ جعفریہ کو تو امام جعفر صادقؒ سے کوئی دور کا تعلق بھی نہیں ہے ۔ بلکہ جس طرح یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین پر ہونے کا اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین پہ ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں ۔ حالانکہ ان میں سے کوئی بھی حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین پہ نہیں اسی طرح شیعہ بھی حضرت امام جعفر صادقؒ کی طرف فقہ جعفریہ کو منسوب کرکے محض

افترا کرتے ہیں۔

علاوہ ازیں فقہ جعفریہ کا امام جعفر صادقؒ کی طرف انتساب دو صورتوں میں صحیح ہو سکتا تھا۔ ایک تو یہ کہ انہوں نے فقہ کا کوئی مجموعہ خود تصنیف کیا ہوتا۔ یا اپنے شاگردوں کو املا کرایا ہوتا۔ دوسری صورت یہ ہو سکتی تھی کہ ان کے فقہی ارشادات معتبر راویوں کے ذریعہ نقل کئے گئے ہوتے۔ مگر شیعوں کی نام نہاد فقہ جعفریہ میں یہ دونوں باتیں مفقود ہیں۔ کیونکہ اس فقہ جعفریہ کا مدار چار کتابوں پر ہے۔

اوّل:۔ کتاب الکافی ــــ مصنفہ ابو جعفر کلینی متوفی ۳۳۰ھ۔

دوم:۔ کتاب من لایحضرہ الفقیہ۔ مصنفہ محمد بن علی ابن بابویہ قمی متوفی ۳۸۱ھ۔

سوم:۔ کتاب استبصار۔ مصنفہ محمد بن حسن طوسی متوفی ۴۶۰ھ۔

چہارم:۔ تہذیب الاحکام۔ (یہ بھی اسی کی تصنیف ہے)

جبکہ امام جعفر صادقؒ کی وفات ۱۴۸ھ میں ہوئی۔ اور ان چاروں کتابوں کو ان کی وفات کے دو تین سو سال بعد تصنیف کیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ فقہ جعفریہ پر کوئی کتاب نہ امام جعفر صادق نے تصنیف فرمائی۔ نہ دیگر ائمہ کرام میں سے کسی بزرگ نے۔

اب رہی دوسری صورت! تو ان کتابوں میں ائمہ کے اقوال جن راویوں کے حوالے سے درج کئے گئے ہیں۔ ان میں سے شیعوں کے رئیس واکابر راویوں کا حال ہم شیعوں کی معتبر کتابوں کے حوالہ سے درج کرتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ ان شیعہ راویوں کی روایات کس قدر جھوٹ، افتراء اور جعل سازی کا طوفان ہیں۔

۱۔ اصول کافی ص۲۳۷ میں ہے کہ عبداللہ بن یعفور نے حضرت امام جعفرؒ سے عرض کیا۔

قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام انی اخالط الناس، فیکثر عجبی من اقوام لایتولونکم ویتولون فلاناً وفلاناً لہم امانتہ وصدق ووفا واقوام یتولونکم لیس لہم تلک الامانتہ والوفاء لاالصدق۔	میں لوگوں سے ملتا ہوں تو مجھ کو بڑا تعجب ہوتا ہے کہ جو لوگ آپ سے ولایت اور دوستی کا تعلق نہیں رکھتے بلکہ فلاں فلاں سے۔ (صحابہ کرام اور خلفاء راشدین سے۔) دوستی رکھتے ہیں۔ ان میں صدق وامانت بھی ہے اور وفا بھی۔ مگر جو لوگ آپ سے دوستی کا دم بھرتے ہیں ان میں نہ امانت ہے نہ وفا نہ صدق۔

اس روایت سے صاف معلوم ہوا کہ شیعہ راوی جو ائمہ کرام کی ولایت کے نعرے لگاتے تھے۔ وہ صدق وراستی اور امانت ووفا کی صفات سے محروم تھے۔

۲۔ شیعہ راویوں میں دیانت و امانت اور صدق و راستی کے فقدان کا نتیجہ تھا کہ وہ بے سر و پا متضاد اور متعارض باتیں خود تصنیف کر کے ائمہ کرام کی طرف منسوب کر دیا کرتے تھے، اور جب ان پر "دروغ گو را حافظہ نباشد" کی مثل صادق آتی تو وہ یہ تاویل کیا کرتے تھے کہ ائمہ کرامؒ خود ہی ایک ایک سوال کے کئی متضاد و متعارض جواب دیا کرتے ہیں۔ چنانچہ اصول کافی ص۳۷ میں زرارہ سے روایت ہے کہ:۔

عن زرارة بن اعین عن ابی جعفر	میں نے امام محمد باقرؒ سے ایک مسئلہ پوچھا
قال سألته، عن مسئلة فاجابنی	تو انہوں نے مجھے اور جواب دیا۔ پھر ایک
ثم جاءہ رجل فسأله عنها فاجابه	اور آدمی نے ان سے وہی مسئلہ پوچھا تو
بخلاف ما اجابنی ثم جاءہ آخر فاجابه	اس کو انہوں نے میرے جواب کے برخلاف
بخلاف ما اجابنی واجاب صاحبی فلما	جواب دیا اور پھر ایک اور آدمی آیا اور اس
خرج رجلان قلت یا ابن رسول اللّٰه!	نے بھی وہی مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے
رجلان من اهل العراق من شیعتکم	اس کو مسئلہ اور ہی طرح بتایا جو نہ مجھے بتایا
قدما یسئلان فاجبت کل واحد	تھا نہ دوسرے آدمی کو۔ جب وہ دونوں
بغیر ما اجبت صاحبه. فقال یا زرارة	آدمی چلے گئے تو میں نے عرض کیا۔ اے صاحب
هذا خیر لنا والقی لنا ولکم۔	زادۂ رسولؐ! یہ دونوں آدمی تمہارے اہل عراق

کے شیعہ تھے انہوں نے مسئلہ ایک ہی پوچھا مگر آپ نے مجھے کچھ اور بتایا اور ان دونوں میں سے ہر ایک کو الگ الگ جواب دیا؟ آپ نے فرمایا: اے زرارہ! یہی بات ہمارے لئے بہتر ہے۔ اور ہماری اور تمہاری بقا کی ضامن ہے۔

گویا زرارہ صاحب نے مسائل شرعیہ کے گڑبڑ کرنے اور ہر شخص کو الٹ پلٹ جواب دینے کی ساری ذمہ داری امام پر ڈال دی۔ اس طرح کی بہت سی روایات اصول کافی میں ان راویوں نے ائمہ معصومین کیطرف منسوب کر کے اپنے جھوٹ اور غلط بیانی پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

۳۔ خود ائمہ کرام بھی ان شیعوں کے راویوں کے جھوٹ اور افتراء پردازی سے نالاں تھے، چنانچہ رجال کشی ص۹۰ (جو شیعہ راویوں کے حالات پر مشتمل شیعوں کی بہت ہی معتبر کتاب مانی گئی ہے) میں مرقوم ہے کہ ایک شخص فیض ابن مختار حضرت امام جعفرؒ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا:۔

جعلنی اللّٰه فداك ما هذا الاختلاف	میں آپ پر قربان! یہ آپ کے شیعوں میں
الذی بین شیعتکم انی لاجلس فی	اختلاف کیسا ہے؟ میں کوفہ میں ان کی

حلقھم بالکوفۃ فاکاد اشك فی اختلافھم فی حدیثھم.... فقال ابوعبداللہ علیہ السلام اجل ھوکما ذکرت یا فیض۔ الناس اولعوا بالکذب علینا...... وانی احدثھم بالحدیث فلا یخرج عن عندی حتی یتاولہ علی غیر تاویلہ۔

مجلسوں میں بیٹھتا ہوں تو مجھے ان کی حدیثوں کے اختلاف کی وجہ سے شک سا پیدا ہو جاتا ہے۔ امام نے فرمایا۔ فیض! تم ٹھیک کہتے ہو۔ یہ شیعہ راوی ہم پر جھوٹ باندھنے کے بڑے حریص ہیں۔ میں ان سے کوئی بات کہتا ہوں تو وہ باہر جاکر اس کے مطلب خود بخود گھڑ گھڑ کر بیان کرنے لگتے ہیں۔ ...

۴۔ شیعہ راوی یوں تو علی العموم ائمہ کی طرف جھوٹ موٹ باتیں منسوب کرنے میں مشاق تھے۔ مگر ان میں زرارہ ابوبصیر وغیرہ جو بیشتر شیعہ روایات کے راوی ہیں، ذرا ان کی حالت ملاحظہ ہو۔

رجال کشی ص۹۱ میں زرارہ کے متعلق تو یہاں تک لکھا ہے کہ امام جعفرؒ نے فرمایا:

رحم اللہ زرارۃ ابن اعین لولا زرارۃ ونظرائہ لاندرست احادیث ابی۔ ...

اللہ تعالیٰ زرارہ بن امین پر رحم فرمائے اگر زرارہ اور اس جیسے لوگ نہ ہوتے تو میرے باپ (امام محمد باقر) کی حدیثیں تو مٹ ہی جاتیں۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت امام باقرؒ کی روایات کا سارا مدار ہی گویا صرف زرارہ پر ہے۔ بلکہ زرارہ صاحب کو تو یہاں تک دعویٰ ہے کہ امام مجھے مدینہ منورہ میں ایک مخصوص ساعت گھنٹہ دو گھنٹہ ظہر و عصر کے مابین خلوت میں حاضری کا موقعہ دیتے تھے جس میں دوسرا کوئی آدمی شریک نہیں ہوتا تھا اور اس خلوت میں مجھے اصلی دین سکھایا کرتے تھے۔ (فروع کافی جلد ۳ ص۵۲)

غور فرمائیے زرارہ صاحب کے بقول امام دن کے تیئس گھنٹوں میں تو لباس تقیہ میں ملبوس رہتے تھے اور ہر عمل اہل سنت کے طریقے پر ادا فرماتے تھے۔ صرف چوبیس گھنٹہ میں زرارہ صاحب کو صحیح عمل بتایا کرتے تھے، یعنی امام کا سارا دن کفر و ضلالت پر (نعوذ باللہ) عمل کرتے گذرتا اور وہ دوسروں کو بھی دن رات کفر و ضلالت ہی کی تعلیم دیا کرتے۔ مگر ایک گھنٹہ کے لئے زرارہ صاحب کو الگ کوٹھڑی میں لے جاکر سچا دین سکھایا کرتے تھے۔ استغفراللہ کیا اس روایت سے یہ یقین نہیں ہو جاتا کہ امام اس چوبیسویں گھنٹے میں وہی بتاتے سکھاتے تھے۔ جو ان کا شب و روز کی زندگی کا اپنا معمول تھا۔ اور وہ اہل سنت ہی کا دین و ایمان اور سنت و طریقہ رکھتے تھے۔ یہ ایک گھنٹہ کی تنہائی

میں دوسری قسم کے مسائل بنانے کا الزام، زرارہ صاحب کا امام پر خالص بہتان ہے اور یہ افترا صرف اپنے جھوٹ پر پردہ ڈالنے کے لئے گھڑا گیا۔

۵۔ اسی زرارہ صاحب کے بارے میں رجال کشی ص۱۰۰ میں مرقوم ہے کہ امام جعفر صادقؒ نے فرمایا:۔

لاتبال وان مرض فلا تعده وان مات فلا تشهد جنازته۔	زرارہ کی پرواہ مت کرو، وہ بیمار پڑے تو اس کی عیادت نہ کرو، مرے تو اس کے جنازہ پر نہ جاؤ۔
قلت زرارة متعجباً قال نعم زرارة شر من اليهود والنصارى۔ ...	میں نے تعجب سے پوچھا کہ آپ زرارۃ کے بارے میں فرما رہے ہیں! فرمایا ہاں! زرارہ یہود و نصاریٰ سے بدتر ہے۔

نیز اسی رجال کشی ص۱۰۰ میں ہے کہ مجلس میں زرارہ کا کوئی تذکرہ بھی نہیں تھا مگر امام جعفر صادقؒ نے از خود فرمایا کہ:۔

لعن الله زرارة لعن الله زرارة لعن الله زرارة۔ ثلث مرات۔	اللہ تعالیٰ زرارہ پر لعنت کرے۔ لعنت کرے۔ لعنت کرے۔ تین بار فرمایا۔

اگر امام زرارہ صاحب کو یہود و نصاریٰ سے بدتر اور ملعون سمجھتے تھے تو زرارہ صاحب کو یہود و نصاریٰ سے بدتر اور ملعون سمجھتے تھے تو زرارہ صاحب بھی اماموں سے ناشائستہ اور اہانت آمیز سلوک بڑی بے تکلفی سے کیا کرتا تھا۔ رجال کشی ص۱۰۱ میں زرارہ کا بیان نقل کیا ہے۔ امام جعفرؒ تین دن تک التحیات کا بیان اہل سنت کے طریقے پر بیان کرتے رہے تیسرے دن:

فلما خرجت ضرطت فی لحیته وقلت لا يفلح ابداً۔	جب میں نکلا تو زور سے امام کی داڑھی میں پادا، اور انہوں نے کہا اس کا کبھی بھلا نہ ہوگا۔

امام جعفر صادقؒ سے تو زرارہ نے یہ اوباشانہ سلوک کیا اور خیر اور بھلائی سے انہیں محروم بتایا۔ مگر ان کے والد ماجد امام محمد باقرؒ کے بارے میں تو زرارہ صاحب بے علم اور جاہل تک کے الفاظ استعمال کرتا تھا۔ اصول کافی ص۲۵۵ میں زرارہ کا قول نقل کیا ہے۔

قال قلت فی نفسی شیخ لاعلم له بالخصومة۔	میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بڈھا ہے جسے بحث و مناظرہ کا علم نہیں۔

خلیل قزوینی نے اصول کافی کی شرح صافی میں اس فقرے کا ترجمہ یہ کیا ہے۔ "این پیر بے دماغ شدہ نمے داند روش گفتگو با خصم" (یہ بڈھا دماغ سے خالی ہو گیا ہے اس کو یہی معلوم نہیں کہ حریف سے گفتگو کیسے کیا کرتے ہیں۔)

۶- فقہ جعفریہ کا ایک بہت بڑا راوی ابوبصیر ہے۔ رجال کشی ص۱۱۶ میں اس کے بارے میں لکھا ہے:

جلس ابوبصیر علی باب ابی عبداللہ علیہ السلام لیطلب الاذن فلم یؤذن لہ فقال لوکان لنا طبق لاذن فجاء کلب فشعر فی وجہ ابی بصیر قال اف اف ما ھذا ؟ قال جلیسہ ھذا کلب شغر فی وجھک۔	ابوبصیر امام جعفرؒ کے دروازے پر اجازت نہ ملی تو بولا: "اگر ہم ہدیہ کا تھال بھر کر لاتے تو ہمیں اجازت بھی مل جاتی" یہ اسنتے میں ایک کتا آیا اور اس نے ٹانگ اٹھا کر ابوبصیر کے منہ پر پیشاب کر دیا (یہ صاحب آنکھوں سے بھی اندھے تھے) اپنے

ساتھی سے پوچھا یہ کیا ہے؟ ساتھی نے کہا یہ کتا تھا جو تیرے منہ پر پیشاب کر گیا۔
یعنی ابوبصیر نے امام کو طماع اور لالچی کہا قدرت نے اس کے ناپاک جملے کی سزا بھی دست بدست دلادی۔
یہ ابوبصیر، امام جعفر صادق کے صاحبزادے امام موسیٰ کاظم کو بھی ناقص العلم کہا کرتا تھا۔ رجال کشی ص۔ میں ہے:

فضرب بیدہٖ علی صدرہٖ یحکھا اظن صاحبنا ما تکامل علمہٗ۔	ابوبصیر نے اپنا ہاتھ سینے پر مار کر کھجلاتے ہوئے کہا میرا خیال ہے کہ ہمارے ان صاحب کا علم کامل نہیں ہوا۔

...

یہ ہیں وہ شیعہ راوی جو ایک طرف ائمہ کی عصمت مثل انبیاء بھی بیان کرتے تھے اور دوسری طرف ائمہ پر اعتراضات اور طعن و تشنیع ہی نہیں بلکہ ان کی شان میں بے ہودہ گستاخیاں بھی کیا کرتے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مشن ائمہ کیطرف غلط سلط باتیں منسوب کر کے انہیں بدنام اور رسوا کرنا تھا ورنہ ان کے دل میں ائمہ کی عقیدت و احترام کا ایک شمہ بھی نہیں تھا۔

۷۔ ائمہ کرام کو بھی معلوم تھا کہ جتنے لوگ ان کے شیعہ ہونے کا دم بھرتے ہیں یہ محض زبانی جمع خرچ ہے۔ ورنہ ان میں مخلص ایک بھی نہیں۔ بلکہ یہ سب خود غرضی کی نمائش ہے۔ چنانچہ کتاب الروضہ فروع کافی ص۱۰۷ میں امام موسیٰ کاظمؒ کا ارشاد نقل کیا ہے۔

لو میزت شیعتی ما وجدتھم الا واصفۃ ولو امتحنتھم لما وجدتھم الا مرتدین۔	اگر میں اپنے شیعوں کو چھانٹ کر دیکھوں تو صرف زبانی تعریفیں کرنے والے ملیں گے اور اگر ان کا امتحان لوں تو سب مرتد نکلیں گے۔

۸۔ یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن نہ کوئی شیعہ ائمہ کرام کے ساتھ ہوگا اور نہ امام کسی شیعہ کے ساتھ ہوں گے۔ بلکہ امام شیعوں سے برأت و لاتعلقی کا اظہار کریں گے۔ اور شیعہ اماموں سے بری ہوں گے تفسیر قمی صفحہ ۳۴۲ میں ہے؛

اذا کان یوم القیامۃ تبرأ کل امام	جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر امام اپنے
من شیعتہ و تبرأت کل شیعۃ	شیعوں سے برأت کا اظہار کرے گا۔ اور
من امامہا۔	ہر شیعہ اپنے اماموں سے بری ہوگا۔

اب انصاف فرمائیے کہ جن شیعہ راویوں نے فقہ جعفریہ کو جنم دیا جب وہ ائمہ کو گمراہی میں رہنے والے گمراہی سکھانے والے اختلاف کرانے والے طامع، لالچی اور ناقص العلوم سمجھتے تھے اور ان کی شان میں صریح گستاخیاں اور بے ادبیاں کرتے تھے۔ اور ائمہ کرامؒ ان کو ملعون، یہود و نصاریٰ سے بدتر جھوٹے، خودغرض اور مرتد تصور کرتے تھے تو کیا اس فقہ کو ائمہ کرام خصوصاً امام جعفر صادقؒ سے کوئی دور کا واسطہ بھی ہو سکتا ہے۔

فیصلہ کن بات

اب آخری فیصلہ کن بات یہ ہے کہ اگر شیعہ حضرات پوری دیانت داری سے اس فقہ کو اپنے خیال میں حضرت امام جعفر صادقؒ کی اصل فقہ سمجھتے ہیں تو پھر انہیں اذان سے "علی ولی اللہ وصی رسول وخلیفہ بلافصل" کا فقرہ حذف کر دینا چاہئے کیونکہ یہ فقہ جعفریہ سے ثابت نہیں۔ کتب شیعہ میں لکھا ہے کہ "یہ فقرہ مفوضہ نے ایزاد کیا ہے۔ خدا کی ان پر لعنت ہو۔" (من لا یحضرہ الفقیہ صفحہ ۹۵)

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کلمہ طیبہ میں یا اذان میں "علیؑ ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفہ بلافصل" کا فقرہ پڑھاتے ہیں اور وہ اسے ایمانیات کا جزو تصور کرتے ہیں وہ فقہ جعفریہ کی رو سے لعنت خداوندی کے مستحق ہیں اس لئے کہ بارہ اماموں سے کسی امام نے نہ یہ کلمہ پڑھا اور نہ اس کے اضافے کی اجازت دی۔ بلکہ یہ اس ملعون مفوضہ ٹولے کی حرکت ہے جس نے اسلام کی اذان کو بھی جھوٹ سے پاک نہیں رہنے دیا۔ اسی طرح تعزیہ، تابوت، علم، دلدل وغیرہ امام جعفر صادقؒ یا کسی اور امام نے نہ نکالا نہ کسی کو اس کا حکم دیا۔ نہ ان خرافات کی اجازت دی۔

پس اگر شیعہ حضرات دیانتداری سے فقہ جعفریہ کے پابند ہیں تو کلمہ اور اذان میں اضافہ اور تعزیہ تابوت، علم، دلدل وغیرہ کی رسمیں فوراً چھوڑ دیں۔ ورنہ فقہ جعفریہ کا نعرہ لگا کر خواہ مخواہ فتنہ و فساد بپا نہ کریں۔